خطباتِ قائداعظم

مندرجہ ذیل اقتباسات انجمن خدام القرآن، کراچی کے مطبوعہ کتابچہ "Quaid-e-Azam Speaks" اور سید قاسم محمود صاحب کی کتاب ''قائداعظم کا پیغام'' سے لیے گئے ہیں۔

تنظیم اسلامی

مرکزی دفتر: A-67 علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور

فون: 36293939-36366638 فیکس: 36271241

www.tanzeem.org

1- کلکتہ کے مسلمانوں سے خطاب (7رجنوری 1938ء)

ہندوستانی مسلمانوں کی طرف سے دیے گئے استقبالیہ خطاب کے جواب میں جب قائداعظم محمد علی جناح ان کے بلانے پر پریوی کونسل کی پریکٹس اور اپنی لندن میں شاہانہ آرام دہ زندگی کو خیر باد کہہ کر ہندوستان آئے اور انہیں 1935ء میں مسلم لیگ کا لیڈر منتخب کیا گیا، اس وقت مسلمانوں کی سیاسی حالت نہایت دگرگوں تھی۔

قائداعظم نے فرمایا کہ انہوں نے لندن کی پرتعیش زندگی کو خیر باد اور یہاں کی محنت و مشقت والی زندگی کو اس لیے اپنایا ہے کہ انہیں اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کا سیاسی مستقبل اور اسلام جس کا فرد ہونے پر انہیں فخر ہے' ایک دلیر اور صحیح لیڈر کے صحیح نظم کے بغیر تباہ ہونے والا تھا۔

2- الٰہ آباد کے مسلمانوں سے خطاب (8رجنوری 1938ء)

قائداعظم نے کہا کہ مسلم لیگ واضح الفاظ میں یہ اعلان کرنا چاہتی ہے کہ وہ نہیں چاہتی کہ مسلمان یہاں ہندوؤں کے محض دم چھلا بنیں۔ وہ آزاد ہندوستان میں آزاد مسلمان چاہتی ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں میں بہت عمدہ شعور اجاگر ہوا ہے۔ اب ضرورت صرف یہ ہے کہ اسے مربوط کر کے آگے بڑھایا جائے۔ انہوں نے آخر میں مسلمانوں کو اپنے آپ کو مستقبل کے لیے تیار رہنے اور اسلام کا جھنڈا لہرائے رکھنے کی تلقین کی۔

3- گیا، بہار کے مسلمانوں سے خطاب (11رجنوری 1938ء)

لاکھوں مسلمانوں کے مجمع نے گیا ریلوے اسٹیشن پر درج ذیل نعرے لگائے جو میلوں تک سنائی دے رہے تھے۔ ''اللہ اکبر''، ''مسلم لیگ زندہ باد''، ''جناح زندہ باد''، ''اسلام زندہ باد''۔ قائداعظم نے جواب میں فرمایا: مسٹر چیئرمین۔ خواتین وحضرات!

> ''میں آپ سب کو اس موقع پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یہ مسلمانوں کا پہلا مجمع عام ہے جس میں عورتوں کے لیے بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ میں پردہ کے پیچھے بیٹھی ہوئی خواتین کو بھی خوش آمدید کہتا

ہوں جنہوں نے اس اجتماع میں حصہ لیا۔ ہم اپنے کام میں کافی معذور ہوں گے اگر خواتین ہمارے شانہ بشانہ کام نہ کریں۔ تاریخ اسلام ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے، جہاں خواتین نے سیاسی، معاشی، معاشرتی اور تعلیمی میدانوں میں عملی حصہ لیا۔ یہ عزت و احترام جو آپ لوگوں نے مجھے بطور مسٹر جناح دیا، یہ دراصل مسلم لیگ اور اسلام کے لیے ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ آپ پورے خلوص سے مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ آج اس عظیم الشان مجمع میں آپ نے مسلم لیگ کا جھنڈا لہرانے کا جو اعزاز مجھے بخشا ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ مسلم لیگ کا جھنڈا اسلام کا جھنڈا ہے۔ آپ مسلم لیگ کو اسلام سے الگ نہیں کر سکتے۔ بہت سے لوگ ہمیں غلط سمجھتے ہیں جب ہم اسلام کا نام لیتے ہیں خصوصاً ہمارے ہندو دوست۔ جب ہم کہتے ہیں کہ یہ جھنڈا اسلام کا جھنڈا ہے تو وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم مذہب کو سیاست میں گھسیٹ رہے ہیں، حالانکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر ہم فخر کرتے ہیں۔ اسلام ہمیں مکمل ضابطۂ حیات دیتا ہے۔ یہ نہ صرف ایک مذہب ہے بلکہ اس میں قوانین، فلسفہ اور سیاست سب کچھ ہے۔ درحقیقت اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کی ایک آدمی کو صبح سے رات تک ضرورت ہوتی ہے۔ جب ہم اسلام کا نام لیتے ہیں، تو ہم اسے ایک کامل لفظ (دین) کی حیثیت سے لیتے ہیں۔ ہمارا کوئی غلط مقصد نہیں۔ بلکہ ہمارے اسلامی ضابطہ کی بنیاد آزادی، عدل و مساوات اور اخوت ہے۔''

4- ''گیا'' کے مسلمانوں سے خطاب (13/جنوری 1938ء)

کل آپ نے مجھے جھنڈا لہرانے کا اعزاز بخشا تھا۔ میں نے جھنڈا لہرا دیا اور اب اسے

آپ کے متبرک ہاتھوں میں دے رہا ہوں۔ یہ جھنڈا آپ کی، مسلمانوں کی اور اسلام کی عزت و شان کا مظہر ہے۔ مسلم لیگ کا جھنڈا اسلام کا جھنڈا ہے۔ یہ آج کی بات نہیں بلکہ 1300 سال سے ہے۔ پچھلے کچھ عرصہ سے ہم اسے فراموش کر بیٹھے تھے۔ اس جھنڈے کو اونچا کرنا اپنی عزت بڑھانا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے اکیلے کام شروع کیا تھا۔ یقیناً ہم تناسب میں کم ہیں۔ لیکن یہ بات ہمارے لیے پریشانی کا باعث نہیں ہونی چاہیے۔ 1300 سال قبل ہمارے پیغمبرؐ نے اُس وقت اپنے عقیدے کی تبلیغ فرمائی جب ایک بھی مسلمان نہیں تھا۔ 20 سال کے عرصہ میں ہمارے نبیؐ نے نہ صرف عرب بلکہ مصر اور یورپ تک اپنا عقیدہ پھیلا دیا۔ بلکہ انہیں اپنے زیرنگیں بھی کر لیا۔ اگر صرف ایک مسلمان یہ سب کچھ کر سکتا ہے تو 9 کروڑ مسلمان کیوں نہیں کر سکتے؟ اگر مسلمان نے کبھی شکست کھائی تو وہ دوسرے مسلمان ہی سے۔ میرا یہ کہنا ہے کہ اگر آپ متحد رہیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو دبا نہیں سکتی۔

5- کلکتہ کے مسلمانوں سے علامہ اقبالؒ کے بارے میں خطاب

(21/اپریل 1938ء)

(مسئلہ فلسطین پر غور کرنے کے لیے 21 اپریل کو کلکتہ کے مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ فٹ بال گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ لیکن یہ جلسہ علامہ اقبالؒ کی وفات کے سوگ میں ایک تعزیتی جلسے میں تبدیل ہو گیا۔ اس کی صدارت قائداعظم محمد علی جناح نے کی) قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا کہ: ڈاکٹر سر محمد اقبال کی وفات کی افسوس ناک خبر نے دنیائے اسلام کو گہرے رنج اور افسوس میں مبتلا کر دیا ہے۔ سر محمد اقبال بلاشبہ ایک عظیم شاعر، فلسفی اور ہمہ وقت صاحبِ بصیرت انسان تھے۔ انہوں نے ملکی سیاست میں نمایاں حصہ لیا اور دنیائے اسلام کی علمی و ثقافتی تجدید میں اہم کردار ادا کیا۔ دنیائے ادب میں ان کی تحریر و تقریر کا جو حصہ ہے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ وہ میرے ذاتی دوست، فلسفی اور رہنما تھے۔ وہ میرے لیے تشویق، فیضان اور روحانی قوت کا سب سے بڑا ذریعہ تھے۔

6- بمبئی کے مسلمانوں سے خطاب (6/جون 1938ء)

قائداعظم محمد علی جناح نے بمبئی میں مسلم لیگ کا جھنڈا لہراتے ہوئے فرمایا کہ یہ نیا جھنڈا نہیں ہے، بلکہ یہ صدیوں پرانا ہے جو نبی کریم ﷺ نے ہمیں عطا کیا تھا۔ مسلمانوں کی بدنظمی کی وجہ سے وہ اپنے ہی جھنڈے کو بھول گئے تھے۔ لیکن مسلمانوں میں نئے شعور کی بیداری کی وجہ سے ہم اب اس کو بلند رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کی کوئی طاقت اب اس جھنڈے کو سرنگوں نہیں کر سکتی۔

7- کراچی کے مسلم طلبہ سے خطاب (11/اکتوبر 1938ء)

یہ اہم وقت ہے کہ آپ اسلام اور اپنے خطہ کی معاشی، تعلیمی اور صنعتی ترقی کے لیے کام کریں۔ اس وقت مسلمانوں کا کوئی گھر یا خطہ نہیں جسے وہ اپنا کہہ سکیں۔ مسلم لیگ نے ان کے لیے ایک گھر کی تشکیل کی ہے اور آپ کو ایک پلیٹ فارم مہیا کیا ہے۔ اس جھنڈے کے گرد جمع ہو جائیں۔ یقین کریں آپ تصور سے پہلے اپنے گھر میں ہوں گے۔

8- اسلامی ضابطۂ قوانین سب سے زیادہ منصفانہ (22/نومبر 1938ء)

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایسوسی ایٹڈ پریس کو نئی دہلی میں ایک بیان دیا جس میں انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ اسلامی ضابطۂ قوانین جانشینی (خلافت) کے بارے میں نہایت منصفانہ، نہایت عادلانہ، نہایت جدید اور نہایت ترقی پذیر ہے۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمانوں کو اس کے تحت زندگی گزارنے کی اجازت ہونی چاہیے۔

9- مسلم لیگ کا جھنڈا ''اسلام کا جھنڈا ہے'' (24/دسمبر 1938ء)

مسلم لیگ پارٹی کو اللہ اکبر، جناح زندہ باد، مسلم لیگ زندہ باد کے نعروں میں خوش آمدید کہا گیا۔ محمد علی جناح نے کہا: مجھے اسلام کے اس جھنڈے کو لہرانے کی دعوت سے آپ نے بہت عزت دی ہے۔ یہ مسلم لیگ کا جھنڈا ہے۔ اس کا مطلب ہے تمام مسلمان اس کے

نیچے جمع ہو جائیں۔ جب مسلمان اسلام کے جھنڈے تلے متحد ہو جائیں گے تو دنیا کی کوئی طاقت انھیں شکست نہیں دے سکتی۔ فتح و کامیابی ان کا مقدر ہو گی۔ ہر مسلمان کو اس جھنڈے تلے آنا چاہیے۔ اور دنیا میں اسلام کے مشن کو سمجھنا (مکمل کرنا) چاہیے۔

10- فلسطینی کانفرنس کو پیغام ''مسلم لیگ کا عربوں کے لیے بھرپور تعاون'' (15/فروری 1939ء)

ہندوستان کے مسلمان دل و جان سے عربوں کی کامیابی کے خواہاں ہیں۔ مسلم لیگ کا بھرپور تعاون ان کے ساتھ ہے۔ مجھے صرف ایک بات اور کہنی ہے۔ عرب اور مسلمانوں کے نمائندو! میں آپ کی سوچ و بچار میں کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی سے نوازے، کیونکہ یہ کامیابی تمام عربوں اور مسلمانوں کے لیے خوشی کا باعث ہو گی۔ جس روز لندن سے یہ پیغام جائے گا کہ حق فتح یاب ہوا وہ دن مسلمانوں کے لیے ایک بڑا اور اس سال تیسری عید کا دن ہو گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حوصلہ، ہمت اور حکمت عطا فرمائے۔ اور اسی کی عطا کردہ روشنی میں آپ رہنمائی حاصل کریں۔ (آمین)

11- عید کا پیغام: انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ (بمبئی 13/نومبر 1939ء)

درحقیقت آدمی کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ کہا گیا ہے۔ اگر آدمی کی یہ صراحت (توصیف) کسی اہمیت کی حامل ہے تو ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم قرآن مجید پر عمل کریں۔ دوسرے انسانوں کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کریں جیسا اللہ تعالیٰ اپنی انسانی مخلوق کے ساتھ کرتا ہے۔ وسیع معنوں میں یہ فرض، فرضِ محبت و صبر ہے۔ میرا یقین کریں کہ یہ فرض منفی نہیں بلکہ مثبت ہے...... تمام معاشرتی احیاء اور سیاسی آزادی کا دارومدار اس بات پر ہے جو زندگی میں نہایت اہم ہے، اور وہ ہے ''اسلام اور اسلامی روح۔''

12- دوقومی نظریہ۔ مسلمان اور ہندو دو الگ قومیں ہیں (22/مارچ 1940ء)

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے ''قومی تصور'' اور ہندو دھرم کے سماجی طور طریقوں کے باہمی اختلاف کو محض وہم و گمان بتانا ہندوستان کی تاریخ کو جھٹلانا ہے۔ ایک ہزار سال سے

ہندوؤں کی تہذیب اور مسلمانوں کی تہذیب ایک دوسری سے دوچار ہیں۔ اور دونوں قومیں آپس میں میل جول رکھتی چلی آئی ہیں۔ مگر ان کے اختلافات اسی پرانی شدت سے موجود ہیں۔ ان کے متعلق یہ توقع رکھنا کہ ان میں محض اس وجہ سے انقلاب آ جائے گا اور ہندو اور مسلمان ایک قومِ واحد بن جائیں گے کہ ان پر ایک جمہوری آئین کا دباؤ ڈالا گیا، سراسر غلطی ہے۔

13-اجلاس مسلم لیگ، لاہور میں ''دوقومی نظریہ'' (22/مارچ 1940ء)

اسلام اور ہندو دھرم محض مذاہب نہیں ہیں، بلکہ درحقیقت وہ دو مختلف معاشرتی نظام ہیں۔ چنانچہ اس خواہش کو خواب و خیال ہی کہنا چاہیے کہ ہندو اور مسلمان مل کر ایک مشترکہ قومیت تخلیق کر سکیں گے۔ یہ لوگ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے نہ ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں۔ میں واشگاف لفظوں میں کہتا ہوں کہ وہ دو مختلف تہذیبوں سے واسطہ رکھتے ہیں۔ اور ان تہذیبوں کی بنیاد ایسے تصورات اور حقائق پر رکھی گئی ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں، بلکہ اکثر متصادم ہوتے رہتے ہیں۔ انسانی زندگی کے متعلق ہندوؤں اور مسلمانوں کے خیالات اور تصورات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ ہندو اور مسلمان اپنی اپنی ترقی کی تمناؤں کے لیے مختلف تاریخوں سے نسبت رکھتے ہیں۔ ان کے تاریخی وسائل اور ماخذ مختلف ہیں۔ ان کی رزمیہ نظمیں، ان کے سربرآوردہ بزرگ اور قابلِ فخر تاریخی کارنامے سب مختلف اور الگ الگ ہیں۔ اکثر اوقات ایک قوم کا زعیم اور رہنما دوسری قوم کی بزرگ اور برتر ہستیوں کا دشمن ثابت ہوتا ہے۔ ایک قوم کی فتح دوسری قوم کی شکست ہوتی ہے۔ ایسی دو قوموں کو ایک ریاست اور ایک حکومت کی ایک مشترکہ گاڑی کے دو بیل بنانے اور ان کو باہمی تعاون کے ساتھ قدم بڑھانے پر آمادہ کرنے کا نتیجہ انجام کار تباہی کا باعث ہوگا۔ خاص کر اس صورت میں کہ ان میں سے ایک قوم تعداد کے لحاظ سے اقلیت میں ہو اور دوسری کو اکثریت حاصل ہو۔

14۔ علامہ اقبالؒ ایک حرکی (عملی) شخصیت (25/مارچ 1940ء)

محمد علی جناح نے یونیورسٹی ہال، لاہور میں فرمایا: اگر میں ہندوستان میں ایک مثالی اسلامی ریاست کے حصول تک زندہ رہا اور اس وقت مجھے یہ اختیار دیا گیا کہ میں اقبال کے افکار و عمل اور اس مسلم ریاست کی سربراہی میں سے ایک کا انتخاب کروں تو میں اوّل الذکر کو ترجیح دوں گا۔ اسی تسلسل میں مسٹر جناح نے فرمایا کہ اپریل 1936ء میں انہوں نے مسلم لیگ کو جو اُس وقت ایک تعلیمی ادارہ تھا، ہندوستان کے مسلمانوں کی پارلیمنٹ میں تبدیل کرنے کے متعلق سوچا، اس وقت سے زندگی کے آخری دن تک اقبال ان کے ساتھ چٹان کی طرح کھڑے رہے۔ اقبال صرف ایک عظیم شاعر ہی نہ تھے جو ادبی دنیا کی تاریخ میں ایک بہترین ادیب جانے جاتے، بلکہ وہ ایک متحرک شخصیت تھے۔ جنہوں نے اپنی زندگی میں مسلمانوں کے قومی شعور کو بیدار کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

15-احمد آباد (گجرات) کے مسلمانوں سے خطاب (27/دسمبر 1940ء)

قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا کہ ہمیں مسلمان اقلیتی صوبوں میں اپنی قسمت پر شاکر رہنا چاہیے اور اپنے اکثریتی صوبوں میں ''پاکستان'' کی شکل میں آزادی حاصل کر کے خود مختار آزاد حکومت قائم کر کے اپنی زندگی اسلامی قوانین کے مطابق گزارنی چاہیے۔

16- پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن سے خطاب (2/مارچ 1941ء)

خواتین و حضرات! میں باقاعدہ تعلیم یافتہ مولانا یا مولوی نہیں ہوں، اور نہ ہی میں مذہبی علوم کا دعوے دار ہوں۔ مگر میں اپنے عقیدہ اور معمولی علم کو جانتا ہوں۔ میں اپنے عقیدے کا ایک عاجز مگر خوددار متبع ہوں۔

17- علی گڑھ مسلم یونیورسٹی یونین سے خطاب (10/مارچ 1941ء)

پاکستان نہ صرف ایک عملی منزل ہے بلکہ صرف یہی ایک ایسی منزل ہے جہاں آپ اس خطہ میں اسلام کو مکمل تباہی سے بچا سکتے ہیں۔ ہمیں ابھی لمبا راستہ طے کرنا ہے۔

18-''اقلیتوں کے ساتھ سلوک''اوٹامنڈ کے ہندوؤں سے خطاب

(23/جون 1941ء)

میں آپ کو اپنی کتاب قرآن مجید اور اپنی تاریخی روایات کے حوالہ سے یقین دلاتا ہوں کہ اسلام نے جہاں بھی اسے اقتدار حاصل ہوا' اقلیتوں کے ساتھ نہ صرف عادلانہ اور منصفانہ بلکہ فیاضانہ سلوک کیا ہے۔ یہ مسلمانوں پر ایک متبرک فرض ہے۔ میں دوبارہ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جیسا بھی غلط اور جھوٹا پراپیگنڈا کیا جائے' اسلام ہندو، سکھ یا دوسری اقلیتوں کے ساتھ بطور پاکستانی شہری برادرانہ سلوک قائم رکھے گا۔ حالانکہ وہ عقیدہ میں مختلف ہوں گے۔ میرے نزدیک اس گھمبیر اور پیچیدہ مشکل کا واحد حل یہی ہے۔

19-اجلاس مسلم لیگ، کراچی (1943ء)

وہ کون سا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس اُمت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن مجید ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔ ایک خدا، ایک رسولؐ، ایک کتاب، ایک اُمت۔

20-سرحد مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن سے خطاب (4/اپریل 1943ء)

اپنے آپ کو مضبوط و توانا بنانے کا مطلب پاکستان کی سرحدوں کو مضبوط بنانا ہے۔ اور اسی طرح ہم اپنا مقصد حاصل کرنے اور اپنی آزادی، آن اور عزت حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ اسلام کی عظمت بھی ہم اسی طرح حاصل کر سکیں گے جس کے لیے ہم فی الوقت کشمکش کے دور سے گزر رہے ہیں۔

آپ حضرات نے مجھ سے پیغام کی درخواست کی ہے۔ میں آپ کو کیا پیغام دوں؟ ہمارے پاس قرآن مجید کی شکل میں عظیم ترین پیغام پہلے ہی موجود ہے جو ہمارے لیے ہدایت اور مشعلِ راہ ہے...... آیئے ہم اپنی بہترین صلاحیتیں صحیح رُخ پر کھپائیں۔

21-بیورلی نکولس کو انٹرویو (11/جنوری 1944ء)

سوال: جب آپ کہتے ہیں کہ مسلمان ایک قوم ہیں' کیا اس کا مطلب مذہب ہے؟

جواب: محمد علی جناح نے فرمایا: کسی حد تک۔ لیکن صرف یہی نہیں۔ میں زندگی کے لحاظ سے سوچتا ہوں، یعنی ہر وہ چیز جو زندگی میں اہم ہے۔ آپ کو یہ علم ہونا چاہیے کہ ''اسلام صرف ایک مذہبی عقیدہ ہی نہیں ہے بلکہ ایک حقیقی اور مکمل ضابطۂ حیات ہے۔''

22-''دوقومی نظریہ''مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں خطاب (8/مارچ 1944ء)

پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو، مسلمان ہوا تھا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت قائم نہیں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمۂ توحید ہے، وطن نہیں اور نہ ہی نسل۔ ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہیں رہا۔ وہ ایک جداگانہ قوم کا فرد ہو گیا۔ ہندوستان میں ایک نئی قوم وجود میں آ گئی۔

23-غیر مسلم اقلیتوں کو یقین دہانی (29/مارچ 1944ء)

قائداعظم محمد علی جناح نے غیر مسلم اقلیتوں کو یقین دلایا کہ اگر پاکستان قائم ہو گیا تو ان کے ساتھ رواداری، انصاف اور فیاضی کا سلوک کیا جائے گا۔ اقلیتوں کو یہ حقوق قرآن مجید نے دیے ہیں۔ اور مسلمانوں کی تاریخ ان کو یہی سبق سکھاتی ہے۔

24-دہلی میں خطاب (6/نومبر 1944ء)

ہمارا ہدف امیر کو امیر تر بنانا اور دولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز کرنا نہیں ہے۔ (قرآن مجید کی اقتصادی تعلیمات کا خلاصہ بحوالہ سورۃ الحشر' آیت 7)۔ ہمیں عوام کا عمومی معیار زندگی بلند کرنا ہوگا۔ ہمارا آئیڈیل سرمایہ داری نہیں اسلامی معیشت ہوگا۔ اور عوام کی فلاح و بہبود اور ان کے مفادات مسلسل ہمارے پیش نظر رہنا چاہئیں۔

25-عید پر پیغام (9/ستمبر 1945ء)

مسلمان اب زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی ذمہ داری کا احساس کرنے لگے ہیں۔ تمام مسلمان جانتے ہیں کہ قرآن مجید کے احکام صرف مذہب یا اخلاق پر ہی محدود نہیں ہیں۔ جیسا کہ مسٹر گبن نے کہا کہ بحرِ اوقیانوس سے دریائے گنگا تک قرآن مجید بنیادی مجموعہ قوانین تسلیم کیا جاتا ہے۔ نہ صرف مذہبی بلکہ شہری اور تعزیری قوانین کی بنیاد بھی یہی ہے۔ اور انسانی جسم اور مال کے حقوق جو اللہ تعالیٰ نے متعین کیے ہیں، سبھی کا نفاذ اسی کے تحت ہوتا ہے۔ غرضیکہ یہ مسلمانوں کا ایسا مجموعۂ قوانین ہے جس میں مذہبی، معاشرتی، شہری، اقتصادی، معاشی، فوجی، عدلیہ، جرائم، تعزیرات، رسوماتِ خوشی وغمی غرض روزمرہ زندگی کی ہر بات کے احکام ہیں۔ جسمانی صحت سے لے کر آخرت کی بخشش تک، فرد کی انفرادی حیثیت سے مجموعی (معاشرتی) حیثیت تک، اخلاقیات سے جرائم تک، دنیاوی سزاؤں سے لے کر اُخروی سزاؤں تک سب کچھ اس میں بیان ہوا ہے۔ اور ہمارے نبی اکرم ﷺ نے ہم پر یہ فرض کر دیا ہے کہ ہم خود اس پر عمل کریں اور دوسروں کو اس کی تبلیغ کریں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام چند مذہبی عبادات اور رسومات تک محدود نہیں، بلکہ مکمل ضابطۂ حیاتِ دُنیوی واُخروی ہے۔

26-اسلامیہ کالج لاہور میں مسلم خواتین سے خطاب (18/جنوری 1946ء)

اگر ہم پاکستان کے حصول کی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے تو ہندوستان سے مسلمانوں اور اسلام کا نام ونشان مٹ جائے گا۔

27-(6/مارچ 1946ء)

ہمیں قرآن پاک، حدیث شریف اور اسلامی روایات کی طرف رجوع کرنا ہوگا جن میں ہمارے لیے مکمل رہنمائی ہے، اگر ہم ان کی صحیح ترجمانی کریں اور قرآن پاک پر عمل پیرا ہوں۔

28-ریڈیو پاکستان لاہور سے اعلانِ پاکستان کے وقت قائداعظم محمد علی جناح کا ربّ کے حضور شکرانہ

29-(لیلۃ القدر 27 رمضان المبارک 1366ھ/ 14/اگست 1947ء)

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں پاکستان عطا فرمایا ہے۔

30- قائداعظم کا قوم سے خطاب (جمعۃ الوداع 17/اگست 1947ء)

مسلمانانِ ہند نے دنیا کو دکھا دیا ہے کہ وہ ایک متحدہ قوم ہیں۔ ان کا نصب العین صحیح، نیک اور مبنی بر انصاف ہے۔ آیئے اس نعمت کے لیے ہم عاجزی اور انکساری سے خدا تعالیٰ کا شکر بجا لائیں...... آج میرے تمام جذبات ان بہادر مجاہدین کی طرف لگے ہوئے ہیں جنہوں نے خندہ پیشانی اور استقامت سے اپنا سب کچھ اور اپنی پیاری زندگی تک کو قربان کر دیا۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان ان کا ممنون رہے گا اور ان کی یاد ہمارے دلوں میں ہمیشہ تازہ رہے گی جنہوں نے اس مقصد کے لیے اپنی جانیں دے دیں، اور وہ اب ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں۔

31-پیغام عید (18/اگست 1947ء)

آزاد اور خود مختار پاکستان کے قیام کی خوشیاں منانے کے لیے عین موقع پر یہ عید بھی ہمیں پیغامِ مسرت دینے آ گئی ہے۔ یہ پاکستان کی پہلی عید ہے۔ پورے عالم اسلام میں مسرتوں اور خوشیوں کا پیغام لانے والا یہ دن عین اس وقت نمودار ہوا ہے جب ہماری اپنی قومی مملکت نمودار ہو رہی ہے۔ اور اس لحاظ سے آج کا دن ہم سب کے لیے خصوصی اہمیت اور مسرت کا دن ہے۔ میں اس مبارک موقع پر تمام مسلمانوں کو، وہ دنیا کے خواہ کسی بھی حصے میں ہوں، صدق دل سے ''عید مبارک'' پیش کرتا ہوں۔ ایک ایسی عید جو ان شاءاللہ خوشحالی کا ایک نیا باب کھولے گی اور جو اسلامی ثقافت ونظریات کی نشأۃ ثانیہ کی تحریک کا ایک اہم سنگ میل ثابت ہوگی۔ میں خداوند تعالیٰ کے حضور میں سجدہ ریز ہو کر خشوع وخضوع سے دعا

کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو ہماری گزشتہ اور قابل احترام تاریخ کے شایانِ شان بنائے۔اور ہمیں یہ توفیق ارزانی کرے کہ ہم اپنے پیارے پاکستان کو دنیا کی صحیح معنوں میں عظیم قوم بنائیں۔

32- ''دوقومی نظریہ'' ایک غیر ملکی نامہ نگار مسٹر ہوپر سے انٹرویو

(25/اکتوبر 1947ء)

جہاں تک دوقومی نظریے کا تعلق ہے، یہ صرف نظریہ نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت ہے۔ ہندوستان کی تقسیم اس حقیقت کی بنیاد پر ہوئی ہے۔اور باتوں سے قطع نظر اس حقیقت کی تصدیق گزشتہ دو ماہ کے افسوس ناک بلکہ شرم ناک واقعات اور حکومت ہندوستان کے اس اقدام سے بھی ہوتی ہے کہ اس نے پاکستان سے ہندوؤں کو نکالنے کی کوشش کی ہے۔ پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ برصغیر میں صرف ایک قوم رہتی ہے؟ میں اس نکتے پر اب زیادہ زور نہیں دینا چاہتا۔ کچھ اور واقعات وحالات بھی ایسے ہو رہے ہیں جو اس حقیقت کی تصدیق کرتے ہیں کہ ہندوستان کی مملکت ایک ہندو مملکت ہے۔

33-اسلامیہ کالج پشاور (13/جنوری 1948ء)

ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا، بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔

34- کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب (25/جنوری 1948ء)

اسلامی اصول آج بھی ہماری زندگی کے لیے اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے قابل عمل تھے۔ میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ لوگوں کا ایک گروہ جان بوجھ کر فتنہ اندازی سے یہ بات کیوں پھیلانا چاہتا ہے کہ پاکستان کا آئین شریعت کی بنیاد پر مدوّن نہیں کیا جائے گا۔ میں ایسے لوگوں کو جو بدقسمتی سے گمراہ ہو چکے ہیں' یہ صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ صرف مسلمانوں کو، بلکہ یہاں غیر مسلموں کو بھی کوئی خوف، ڈر نہیں ہونا چاہیے۔ ہر شخص سے انصاف، رواداری اور مساوی برتاؤ اسلام کا بنیادی اصول ہے...... رسول

اللہ ﷺ کی زندگی انتہائی سادہ تھی۔ آپؐ نے جس چیز میں بھی ہاتھ ڈالا، کامیابی نے آپؐ کے قدم چومے۔ تجارت سے لے کر حکمرانی تک، ہر شعبۂ حیات میں آپؐ مکمل طور پر کامیاب رہے۔ رسالت مآبؐ پوری دنیا کی عظیم ترین ہستی تھے۔ 1300 سال قبل ہی آپؐ نے (اسلامی) جمہوریت کی بنیادیں رکھ دی تھیں۔

35- سبی دربار، بلوچستان سے خطاب (14/فروری 1948ء)

میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات کا واحد ذریعہ اس سنہری اصولوں والے ''ضابطۂ حیات'' پر عمل کرنا ہے جو ہمارے عظیم واضع قانون پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمارے لیے قائم کر رکھا ہے۔ ہمیں اپنی جمہوریت کی بنیادیں سچے اسلامی اصولوں اور تصورات پر رکھنی ہیں۔ اسلام کا سبق یہ ہے: ''مملکت کے امور و مسائل کے بارے میں فیصلے باہمی بحث و تمحیص اور مشوروں سے کیا کرو۔''

36-اسلامی حکومت قرآن کے اصول و احکام کی حکومت ہے

(کراچی 1948ء)

اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفاکشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے، نہ پارلیمنٹ کی، نہ کسی شخص اور ادارے کی۔ قرآن مجید کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کر سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآن کے اصول و احکام کی حکومت ہے۔

37-امریکی لوگوں سے ریڈیو پر خطاب (27/فروری 1948ء)

پاکستان 14 اگست 1947ء کو عظیم اسلامی ریاست کی حیثیت سے معرضِ وجود میں آیا۔ یہ دنیا میں پانچویں بڑی اسلامی مملکت ہے۔ پاکستان کا آئین، آئین ساز اسمبلی نے بنانا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ آئین جمہوری اور اسلام کے مسلّمہ قوانین پر مبنی ہوگا۔

38- سٹیٹ بنک آف پاکستان کے افتتاح پر خطاب (15/جولائی 1948ء)

مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے لاینحل مسائل پیدا کر دیے ہیں۔اور اکثر لوگوں کی رائے یہ ہے کہ مغرب کو اس تباہی سے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے جو مغرب کی وجہ سے دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے......اگر ہم نے مغرب کا معاشی نظریہ اور نظام اختیار کیا تو عوام کی پُرسکون خوشحالی حاصل کرنے کے اپنے نصب العین میں ہمیں کوئی مدد نہ ملے گی۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہے جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔

39- قائداعظم محمد علی جناح کی وفات (11/ستمبر 1948ء)

قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی وفات بتاریخ 11 ستمبر 1948ء سے دو تین دن پہلے پروفیسر ڈاکٹر ریاض علی شاہ سے فرمایا: ’’تم جانتے ہو کہ جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے! یہ مشکل کام تھا اور میں اکیلا اسے کبھی نہیں کر سکتا تھا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ رسولِ خدا ﷺ کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں تا کہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔‘‘ (بیان ڈاکٹر ریاض علی شاہ صاحب، روزنامہ جنگ 11 ستمبر 1988ء)

☆ —— ☆ —— ☆

مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور

کے قیام کا مقصد

منبعِ ایمان ......اور...... سرچشمۂ یقین

قرآنِ حکیم

کے **علم وحکمت** کی

وسیع پیمانے......اور......اعلیٰ علمی سطح

پر تشہیر واشاعت ہے

تاکہ امتِ مسلمہ کے فہیم عناصر میں **تجدیدِ ایمان** کی ایک عمومی تحریک برپا ہوجائے

اور اس طرح

اسلام کی نشاۃِ ثانیہ -اور- غلبہ دینِ حق کے دورِ ثانی

کی راہ ہموار ہوسکے

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ

تنظیمِ اسلامی

مروجہ مفہوم کے اعتبار سے

نہ کوئی سیاسی جماعت نہ مذہبی فرقہ

بلکہ ایک اصولی

اسلامی انقلابی جماعت

ہے جو اولاً پاکستان اور بالآخر ساری دنیا میں

دینِ حق

یعنی اسلام کو غالب یا بالفاظِ دیگر

نظامِ خلافت

کو قائم کرنے کیلئے کوشاں ہے!

امیر: **حافظ عاکف سعید**